# سورۃ صٓ

Chapter 38

All time seer of all things (Allah-Al-Baseer)

آیات 88

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اللہ کے نام سے جو سنورنے والوں کی مرحلہ وار اور قدم بہ قدم مدد و رہنمائی کرتے ہوئے انہیں ان کے کمال تک لے جانے والا ہے (وہ یہ آگاہی دے رہا ہے کہ)!

صٓ وَالۡقُرۡاٰنِ ذِی الذِّکۡرِ ؕ﴿۱﴾

1- ص یعنی البصیر یعنی اللہ وہ جو سب کچھ دیکھنے والا ہے یعنی اللہ سے کچھ بھی اوجھل نہیں (یہ اس کا فرمان ہے کہ)! قسم ہے قرآن کی جو تعلیم و آگاہی فراہم کرنے والا ہے (یعنی قرآن سچائیوں اور غیر سچائیوں کو اس طرح علیحدہ علیحدہ کر دیتا ہے کہ وہ اپنی گواہی آپ بن جاتی ہیں اسی لئے اس میں کوئی تضاد اور شک و شبہ نہیں)۔

بَلِ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا فِیۡ عِزَّۃٍ وَّ شِقَاقٍ ﴿۲﴾

2- لیکن جو کافر ہیں یعنی وہ لوگ جو اس کی صداقتوں کو تسلیم کرنے سے انکار کرنے والے ہیں (وہ یہ انکار اپنی عقل و دانش یا بصیرت و دلائل کی بنیاد پر نہیں کرتے) بلکہ اپنی قوت و بڑائی اور ضد کی وجہ سے کرتے ہیں۔

کَمۡ اَہۡلَکۡنَا مِنۡ قَبۡلِہِمۡ مِّنۡ قَرۡنٍ فَنَادَوۡا وَّ لَاتَ حِیۡنَ مَنَاصٍ ﴿۳﴾

3-(نازل کردہ سچائیوں کی مخالفت کرنے والے اگر غور کریں تو جان جائیں گے کہ) اِن سے پہلے ایسی کتنی ہی قوموں کو (جو درجۂ انسانیت سے گر جاتی تھیں تو) ہم انہیں تباہ کر دیا کرتے تھے۔ (اور جب تباہی ان کے سر پر آجاتی تھی تو) پھر وہ ہم سے فریادیں کرنے لگ جاتے تھے۔ مگر اس وقت انہیں چھٹکارا نہیں مل سکتا تھا۔

وَ عَجِبُوۡۤا اَنۡ جَآءَہُمۡ مُّنۡذِرٌ مِّنۡہُمۡ ۫ وَ قَالَ الۡکٰفِرُوۡنَ ہٰذَا سٰحِرٌ کَذَّابٌ ۚ﴿ۖ۴﴾

4-اور (ان کے تکبر کا نتیجہ یہ تھا کہ) یہ لوگ اس بات پر تعجب کرتے تھے کہ انہیں زندگی کی غلط راہ کے خوفناک نتائج سے آگاہ کرنے والا انہیں میں سے (اُنہی جیسا ایک شخص کیسے) آ گیا۔ چنانچہ جنہوں نے کفر اختیار کر رکھا تھا وہ کہنے لگے! کہ یہ جادوگر ہے اور جھوٹا ہے۔

اَجَعَلَ الۡاٰلِـہَۃَ اِلٰـہًا وَّاحِدًا ۚۖ اِنَّ ہٰذَا لَشَیۡءٌ عُجَابٌ ﴿۵﴾

5-(اور یہ لوگ ازراہِ تمسخر کہتے ہیں کہ ذرا غور کرو) کہ اس نے تو سارے معبودوں کو (باطل) بنا دیا ہے (اور وہ کہتا ہے کہ سب کا) معبود ایک ہی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ تو بڑی عجیب بات ہے (جو یہ شخص کرتا ہے)۔

وَانْطَلَقَ الْمَلَاُ مِنْهُمْ اَنِ امْشُوْا وَاصْبِرُوْا عَلٰٓی اٰلِهَتِكُمْ ۚۖ اِنَّ هٰذَا لَشَیْءٌ یُّرَادُ ۚ﴿۶﴾

6-اور اُن کے سردار (اپنے پیروکاروں سے یہ کہتے ہوئے) نکل گئے کہ چلو اور اپنے معبودوں (کی غلامی و پرستش) پر ڈٹے رہو۔ (اور اس شخص کی بات مت سنو۔ ایسا نظر آتا ہے کہ اِس نے) ارادہ کر رکھا ہے کہ یہ ضرور اپنی بات (منوا کر رہے گا)۔

مَا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِی الْمِلَّةِ الْاٰخِرَةِ ۚۖ اِنْ هٰذَاۤ اِلَّا اخْتِلَاقٌ ۚ﴿۷﴾

7-(کیونکہ جو باتیں یہ پیش کرتا ہے) ہم نے انہیں اپنے پچھلوں کے مسلک میں کہیں نہیں سُنا۔ (یہ ایک بالکل نیا دین ہے) جسے اس نے خود ہی گھڑ لیا ہے۔

ءَاُنْزِلَ عَلَیْهِ الذِّكْرُ مِنْۢ بَیْنِنَا ؕ بَلْ هُمْ فِیْ شَكٍّ مِّنْ ذِكْرِیْ ۚ بَلْ لَّمَّا یَذُوْقُوْا عَذَابِ ؕ﴿۸﴾

8-(لہٰذا، سوچنے کی بات یہ ہے کہ) کیا ہم سب میں سے اسی پر اس ذکر کو یعنی اس تعلیم و آگاہی کو نازل کیا جانا تھا۔ (مگر اے رسولؐ! ان کی باتوں سے افسردہ خاطر ہونے کی ضرورت نہیں) کیونکہ یہ لوگ میری نازل کردہ آگاہی کے متعلق شک و شبہ میں پڑے ہوئے ہیں۔ (اور یہ اس لئے ہے کہ جس آنے والی تباہی کے متعلق انہیں آگاہ کیا گیا ہے تو) انہوں نے ابھی میرے اُس عذاب کا مزہ چکھا ہی نہیں ہے۔

اَمْ عِنْدَهُمْ خَزَآئِنُ رَحْمَةِ رَبِّكَ الْعَزِیْزِ الْوَهَّابِ ۚ﴿۹﴾

9-(اور اے رسولؐ! ان سے پوچھو کہ) کیا ان کے پاس تمہارے رب کی رحمت کے خزانے ہیں جو غالب ہے؟ اور (نوعِ انساں کی نشو و نما کے لئے) جو بے حساب بلا معاوضہ سامانِ زندگی عطا کیا جا رہا ہے؟ (تو کیا وہ اِنہوں نے تخلیق کر رکھا ہے؟ اگر ایسا نہیں ہے تو پھر یہ مخالفت کرنے والے کس بات پر تکبر کر رہے ہیں)۔

اَمْ لَهُمْ مُّلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَیْنَهُمَا ۫ فَلْیَرْتَقُوْا فِی الْاَسْبَابِ ﴿۱۰﴾

10-(یا) کیا آسمانوں اور زمین اور جو کچھ ان کے درمیان ہے ان پر ان کا اقتدار و اختیار ہے۔ (اور اگر یہ لوگ ایسا ہی سمجھتے ہیں تو ان سے کہہ دو کہ) پھر یہ اِن وسائل و ذرائع کے ذریعے چڑھ جائیں (اور بلندیوں پر غور کر کے دیکھ لیں کہ اِن کی ملکیت میں کیا ہے یعنی کوئی چیز بھی کسی کی ملکیت نہیں۔ سب کچھ اللہ ہی کے لئے ہے)۔

جُنْدٌ مَّا هُنَالِكَ مَهْزُوْمٌ مِّنَ الْاَحْزَابِ ﴿۱۱﴾

11-(لہٰذا، اس طرح کے) گروہوں میں سے یہاں یہ بھی ایک ایسا لشکر ہے جو شکست خوردہ ہے (کیونکہ یہ بھی نازل کردہ حقائق کو جھٹلایا کرتا ہے)۔

كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوحٍ وَّعَادٌ وَّفِرْعَوْنُ ذُو الْاَوْتَادِ ﴿١٢﴾

12-اِن سے پہلے قومِ نوح اور عاد اور فرعون نے جس کے کھونٹے (دُور دُور تک گڑے ہوئے تھے) ہمیں جھٹلا کر (اور ہمارا مقابلہ کر کے دیکھ لیا)۔

وَثَمُودُ وَقَوْمُ لُوطٍ وَّاَصْحٰبُ لْئَيْكَةِ ؕ اُولٰٓئِكَ الْاَحْزَابُ ﴿١٣﴾

13-اور ثمود اور قومِ لُوط اور ایکہ کے رہنے والے؛ یہ ہیں وہ گروہ (جو عذاب کی گرفت میں آ گئے)۔

اِنْ كُلٌّ اِلَّا كَذَّبَ الرُّسُلَ فَحَقَّ عِقَابِ ﴿١٤﴾

ع 1 14/10

14- کیونکہ ان سب نے رسولوں کو جھٹلایا تھا (اور اپنے غلط اعمال اور سرکشی پر قائم رہے، نتیجہ یہ ہوا کہ) میری سختیاں ان پر واجب ہو گئیں۔

وَمَا يَنْظُرُ هٰٓؤُلَآءِ اِلَّا صَيْحَةً وَّاحِدَةً مَّا لَهَا مِنْ فَوَاقٍ ﴿١٥﴾

15- اور اب یہ لوگ بھی ایک ایسی آواز کے منتظر ہیں جو کہرام مچا دے گی، جس میں کوئی وقفہ نہیں ہوگا (اور وہ تباہی مسلسل آتی چلی جائے گی)۔

وَقَالُوْا رَبَّنَا عَجِّلْ لَّنَا قِطَّنَا قَبْلَ يَوْمِ الْحِسَابِ ﴿١٦﴾

16-اور یہ لوگ (ازراہِ تمسخر) کہتے ہیں کہ! اے ہمارے رب روزِ حساب سے پہلے ہی ہمارا حصہ جلدی چکا دے (اور ہمارے حصے کا عذاب ابھی لے آ)۔

اِصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ وَاذْكُرْ عَبْدَنَا دَاوٗدَ ذَا الْاَيْدِ ۚ اِنَّهٗٓ اَوَّابٌ ﴿١٧﴾

17-(اے رسولؐ! اگرچہ ان مخالفین کی باتیں تمہیں بہت ستانے والی ہیں) مگر جو کچھ وہ کہتے ہیں (تم اُن کی پروا مت کرو اور اپنے مقصد پر) ثابت قدمی سے ڈٹے رہو۔ اور (اِس سلسلے میں) ہمارے بندے داوٗد کی سرگزشت بھی آگاہی دینے والی ہے جو بڑی قوت والا تھا۔ حقیقت یہ ہے کہ وہ ہر معاملے میں ہمارے ہی احکام وقوانین کی طرف رجوع کر کے سرگرمِ عمل رہنے والا تھا۔

اِنَّا سَخَّرْنَا الْجِبَالَ مَعَهٗ يُسَبِّحْنَ بِالْعَشِيِّ وَالْاِشْرَاقِ ﴿١٨﴾

18-(اور) یہ بھی حقیقت ہے کہ ہم نے پہاڑوں کو اُس کے زیرِ فرمان کر رکھا تھا جو رات دن اُس کے ساتھ اللہ کے قوانین کی اطاعت میں سرگرمِ عمل رہتے (یعنی داوٗدؑ کو پہاڑوں سے فائدے اٹھانے کے فن سکھا دیے گئے تھے۔ اور اُس کی مملکت پہاڑوں سے جو فائدے اٹھاتی تھی وہ اللہ کے احکام وقوانین کے مطابق انسانوں کی فلاح و بہبود کے لئے

استعمال کرتی تھی۔ اور پہاڑ بھی چونکہ اللہ کے قوانین کی اطاعت میں ہیں اس لئے وہ اُن کے مددگار ہی ثابت ہوتے تھے)۔

وَالطَّيْرَ مَحْشُوْرَةً ؕ كُلٌّ لَّهٗۤ اَوَّابٌ ﴿۱۹﴾

19-اور جو پرندے ان کے پاس جمع ہوتے تھے وہ سب اس کی طرف ہمارے احکام وقوانین کے مطابق سرگرمِ عمل رہتے تھے (یعنی داؤدؑ کو پرندوں سے فائدے اٹھانے کے فن بھی سکھا دیے گئے تھے اور اس سلسلے میں وہ بھی ان کے مددگار ہی ثابت ہوتے)۔

وَشَدَدْنَا مُلْكَهٗ وَاٰتَيْنٰهُ الْحِكْمَةَ وَفَصْلَ الْخِطَابِ ﴿۲۰﴾

20-اور ہم نے اس کی مملکت کو بڑا مضبوط بنا دیا۔ اور ہم نے اُسے حقائق کی باریکیوں کے مطابق تدابیر اختیار کرنے کی صلاحیت عطا کی تھی اور فیصلہ کُن بات کہنے کی صلاحیت بھی بخشی ہوئی تھی۔

وقف لازم

وَهَلْ اَتٰىكَ نَبَؤُا الْخَصْمِ ۘ اِذْ تَسَوَّرُوا الْمِحْرَابَ ﴿۲۱﴾

21-اور (اُس کی قوم بڑی جاہل اور وحشی تھی۔ ایسی جاہل کہ عام آدابِ زندگی سے بھی واقف نہ تھی۔ وہ اپنے معاملات اُس کے سامنے پیش کرنے کے لئے آتے تو نہ وقت دیکھتے نہ راستہ۔ جب اور جدھر سے جی چاہا آ گھستے تھے۔ مگر وہ اس پر بھی طیش میں نہ آتا اور اُن سے منہ نہ موڑتا اور نہایت سکون وثبات سے اُن کی اصلاح کی فکر کرتا رہتا۔ مثلاً ایک دفعہ یوں ہوا) اور کیا تمہیں بھی (اُن) جھگڑنے والوں کی خبر پہنچی ہے جب وہ دیوار پھاند کر (داؤدؑ) کی عبادت گاہ میں گھس آئے تھے۔

اِذْ دَخَلُوْا عَلٰى دَاوٗدَ فَفَزِعَ مِنْهُمْ قَالُوْا لَا تَخَفْ ۚ خَصْمٰنِ بَغٰى بَعْضُنَا عَلٰى بَعْضٍ فَاحْكُمْ بَيْنَنَا بِالْحَقِّ وَلَا تُشْطِطْ وَاهْدِنَاۤ اِلٰى سَوَآءِ الصِّرَاطِ ﴿۲۲﴾

22-جب وہ داؤد کے پاس پہنچے تو وہ انہیں دیکھ کر گھبرا گیا (کیونکہ وہ سیدھے راستے سے آنے کی بجائے دیوار پھلانگ کر آئے تھے)۔ انہوں نے کہا! گھبرانے کی کوئی بات نہیں۔ ہم ایک مقدمہ کے دو فریق ہیں۔ ہم میں سے ایک نے دوسرے پر زیادتی کی ہے۔ لہٰذا، آپ ہمارے درمیان بالکل درست فیصلہ کریں، مگر دیکھنا! ناانصافی نہ کرنا اور ہماری رہنمائی بالکل سیدھے راستے کی طرف کر دینا۔

اِنَّ هٰذَاۤ اَخِیْ ۫ لَهٗ تِسْعٌ وَّتِسْعُوْنَ نَعْجَةً وَّلِیَ نَعْجَةٌ وَّاحِدَةٌ ۫ فَقَالَ اَكْفِلْنِیْهَا وَعَزَّنِیْ فِی الْخِطَابِ ﴿۲۳﴾

23-(انہوں نے اپنا مقدمہ یوں پیش کیا، جس میں ایک نے اپنی شکایت پیش کرتے ہوئے کہا کہ) حقیقت یہ ہے کہ

میرے اس بھائی کے پاس ننانوے دنبیاں ہیں اور میرے پاس صرف ایک دُنبی ہے (جو میری معاش کا سہارا ہے۔ اب بجائے اس کے کہ یہ اپنے غریب بھائی کی مدد کرے) یہ مجھ سے کہتا ہے کہ وہ (دنبی) بھی میرے حوالے کردو۔ (چونکہ یہ امیر آدمی ہے اور صاحبِ اثر بھی ہے اس لئے) باتوں میں مجھے دبا لیتا ہے (اور دوسرے لوگ بھی اس کی ہاں میں ہاں ملا دیتے ہیں۔ یہ ہے میرے اس بھائی کا رویہ! اب بتاؤ کہ اس کا یہ مطالبہ جائز ہے یا ناجائز)۔

السجدة 10

قَالَ لَقَدْ ظَلَمَكَ بِسُؤَالِ نَعْجَتِكَ إِلَىٰ نِعَاجِهِ ۖ وَإِنَّ كَثِيرًا مِّنَ الْخُلَطَاءِ لَيَبْغِي بَعْضُهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَقَلِيلٌ مَّا هُمْ ۗ وَظَنَّ دَاوُودُ أَنَّمَا فَتَنَّاهُ فَاسْتَغْفَرَ رَبَّهُ وَخَرَّ رَاكِعًا وَأَنَابَ ۩ ﴿٢٤﴾

24-(داؤد) نے کہا! یقیناً اس نے تمہاری دنبی مانگ کر ظلم کیا ہے (جو یہ چاہتا ہے کہ) اپنی دنبیوں کے ساتھ (تمہاری دنبی) ملا کر (انہیں پوری سو کرلے)۔ اور حقیقت یہ ہے کہ مل جل کر رہنے والے لوگ اکثر ایک دوسرے پر زیادتیاں کرتے رہتے ہیں۔ لیکن صرف وہ لوگ ایسا نہیں کرتے جو نازل کردہ قوانین کی صداقتوں کو تسلیم کرتے ہیں اور سوز نے سنوارنے کے کام کرتے رہتے ہیں مگر ایسے لوگ بہت ہی تھوڑے ہوتے ہیں۔ اور داؤدؑ نے اس معاملہ کی گہرائی پر غور کیا تو وہ سمجھ گیا کہ ہم نے (اس مقدمے کے ذریعے) اُسکی آزمائش کی ہے (تاکہ وہ اُس نظام کو بدل ڈالے جس میں امیر ہر چیز اپنی طرف کھینچتا رہتا ہے اور غریب غریب تر ہوتا رہتا ہے)۔ چنانچہ اُس نے اپنے رب سے سامانِ حفاظت طلب کیا (یعنی اُس نے اللہ سے مدد اور بلند ہمت وارادہ کے لئے دُعا کی تاکہ وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہوسکے) اور وہ گر گیا جھک گیا (یعنی اس نے تہیہ کرلیا کہ وہ ہمارے احکام وقوانین کے مطابق سرگرمِ عمل رہ کر اپنی قوم کے لوگوں کے غلط رویوں میں تبدیلی لاکر رہے گا) اور وہ بار بار اللہ کے احکام وقوانین کی طرف ہی رجوع کرتا رہے گا تاکہ مستقبل کی لغزشتوں سے محفوظ رہ سکے (اناب)۔

فَغَفَرْنَا لَهُ ذَٰلِكَ ۖ وَإِنَّ لَهُ عِندَنَا لَزُلْفَىٰ وَحُسْنَ مَآبٍ ﴿٢٥﴾

25-چنانچہ ہم نے اُس کے لئے یہ سامانِ حفاظت بہم پہنچا دیا۔ اور یہ حقیقت ہے (کہ وہ جس طرح سے آزمائش میں ہمارے احکام وقوانین کے مطابق عمل کرتا رہا تو) اُس کے لئے ہمارے پاس (ایسا صلہ ہے جس کی وجہ سے) اُسے ہماری ایسی قربت میسر آئی کہ اُس کے مدارج بڑھتے چلے گئے اور اُسے حسین وخوشگوار مقام میسر آیا۔

يَا دَاوُودُ إِنَّا جَعَلْنَاكَ خَلِيفَةً فِي الْأَرْضِ فَاحْكُم بَيْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعِ الْهَوَىٰ فَيُضِلَّكَ عَن سَبِيلِ اللَّهِ ۚ إِنَّ الَّذِينَ يَضِلُّونَ عَن سَبِيلِ اللَّهِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيدٌ بِمَا نَسُوا يَوْمَ الْحِسَابِ ﴿٢٦﴾

ع 2 12/11

26-(بہرحال، ہم نے ہدایت کی کہ) اے داؤد! یہ حقیقت ہے کہ ہم نے تمہیں زمین میں اپنا خلیفہ مقرر کیا ہے تاکہ

انسانوں کے درمیان ایسے فیصلے کرو جو سچائی پر مبنی ہوں (اس لئے) اپنی خواہشات کے پیچھے پیچھے مت چلنا کیونکہ وہ اللہ کے راستے سے تمہیں بھٹکا دیں گی۔ اور یہ بھی حقیقت ہے کہ جو لوگ اللہ کے راستے سے بھٹک جاتے ہیں تو اُن کے لئے شدید عذاب ہے کیونکہ انہوں نے یومِ حساب کو یعنی اُس دن کو بھلا رکھا ہوتا ہے جب اعمال کا حساب ہوگا اور اُن کے مطابق سزا و جزا ملے گی۔

وَمَا خَلَقْنَا السَّمَآءَ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا بَاطِلًا ۚ ذٰلِكَ ظَنُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۚ فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنَ النَّارِ ﴿٢٧﴾

27-(یومِ حساب سے انکار کے تو یہ معنی ہیں کہ اللہ نے ہر شے کو بیکار بنایا ہے) حالانکہ ہم نے آسمان اور زمین اور جو کچھ اِن کے درمیان ہے انہیں بے مقصد تخلیق نہیں کیا۔ اِسے (بے مقصد) تو وہ لوگ سمجھتے ہیں جنہوں نے اللہ کے احکام و قوانین کی صداقتوں کو تسلیم کرنے سے انکار کر رکھا ہے۔ لہٰذا، ایسے انکار کرنے والے اپنے آپ کو خرابی و تباہی میں مبتلا کر لیتے ہیں اور اپنے اوپر آگ کا عذاب واجب کر لیتے ہیں۔

اَمْ نَجْعَلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ كَالْمُفْسِدِيْنَ فِي الْاَرْضِ ۫ اَمْ نَجْعَلُ الْمُتَّقِيْنَ كَالْفُجَّارِ ﴿٢٨﴾

28-(چنانچہ اے نوعِ انسان غور کرو اور سوچو کہ) کیا ہم ایسے لوگوں کو جو ہمارے احکام وقوانین کی صداقتوں کو تسلیم کر لیتے ہیں اور سنورنے سنوارنے کے لئے تگ و دو کرتے رہتے ہیں، انہیں ہم اُن کی طرح کر دیں گے جو امن و اطمینان تباہ کر کے زمین میں حسن و توازن کو بگاڑنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں؟ اور کیا ہم انہیں جو تباہیوں سے بچنے کے لئے ہمارے احکام وقوانین سے چمٹے رہتے ہیں، اُن کی طرح کر دیں گے جو انہیں توڑتے رہتے ہیں؟ (ایسا کبھی نہیں ہوسکتا۔ سب کو یومِ حساب کا سامنا کرنا پڑے گا، 38/26 اور اپنا اپنا صلہ حاصل کرنا پڑے گا)۔

كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ مُبٰرَكٌ لِّيَدَّبَّرُوْٓا اٰيٰتِهٖ وَلِيَتَذَكَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ ﴿٢٩﴾

29-(اسی لئے، اے نوعِ انسان) ہم نے تمہاری طرف ایک ایسا ضابطۂ حیات (قرآن) نازل کر دیا ہے جو ثبات و استحکام اور سرفرازی و خوشگواری عطا کرنے والا ہے تا کہ وہ لوگ جو عقل و دانش استعمال کرتے ہیں وہ اس کے ہر حکم و قانون پر غور و فکر کریں اور سبق آموز آگاہی حاصل کریں۔

وَوَهَبْنَا لِدَاوٗدَ سُلَيْمٰنَ ۭ نِعْمَ الْعَبْدُ ۭ اِنَّهٗٓ اَوَّابٌ ﴿٣٠﴾

30-اور ہم نے داؤد کو سلیمان (جیسا بیٹا) عطا کیا جو ہمارا بہترین اطاعت گزار تھا اور یقیناً وہ ہر معاملے میں ہمارے احکام وقوانین کی طرف رجوع کر کے سرگرمِ عمل رہنے والا تھا۔

اِذْ عُرِضَ عَلَيْهِ بِالْعَشِيِّ الصّٰفِنٰتُ الْجِيَادُ ﴿٣١﴾

31-(اس کا لشکر بھی مضبوط تھا اور اس کے پاس سُبک رفتار گھوڑے تھے جن کا وہ پچھلے پہر معائنہ کیا کرتا تھا)۔ ایک شام جب اُس کے سامنے یہ بہترین طور پر سدھائے گئے تیز رفتار گھوڑے پیش کئے گئے!

فَقَالَ إِنِّي أَحْبَبْتُ حُبَّ الْخَيْرِ عَنْ ذِكْرِ رَبِّي ۚ حَتَّىٰ تَوَارَتْ بِالْحِجَابِ ﴿٣٢﴾

32- تو اُس نے کہا! کہ بلاشبہ میں نے اِن سے اِس قدر تعلق و محبت اس لئے اختیار کر رکھی ہے کہ یہ میرے رب کی آگاہی (پر مبنی نظام کے دفاع کے کام آتے ہیں۔ اور پھر انہیں اُن کی تربیت و مشق کے لئے دوڑا دیا گیا) حتیٰ کہ جب وہ نگاہ سے اوجھل ہو گئے!

رُدُّوهَا عَلَيَّ ۖ فَطَفِقَ مَسْحًا بِالسُّوقِ وَالْأَعْنَاقِ ﴿٣٣﴾

33-(تو اس نے حکم دیا کہ جب یہ آئیں) تو انہیں پھر میرے سامنے واپس لے آنا۔ (چنانچہ جب انہیں دوبارا سلیمانؑ کے سامنے پیش کیا گیا تو وہ نہایت محبت سے خود) اُن کی پنڈلیوں اور گردنوں پر (پڑی گرد) اپنے ہاتھوں سے صاف کرتا جاتا تھا (اور اللہ کا شکر کرتا جاتا تھا کہ اُسے دفاع کے لئے ایسے گھوڑے میسر آئے۔ اُس وقت سلیمانؑ کا یہ عمل صرف اللہ کے لئے شکر کا اور عاجزی کا اظہار تھا ورنہ گھوڑوں کے سائیس یہ کام کرتے ہی تھے)۔

وَلَقَدْ فَتَنَّا سُلَيْمَانَ وَأَلْقَيْنَا عَلَىٰ كُرْسِيِّهِ جَسَدًا ثُمَّ أَنَابَ ﴿٣٤﴾

34-اور تحقیق کرنے والے جانتے ہیں کہ ہم نے سلیمان کی آزمائش کی اور ہم نے اُس کے تخت پر ایک جسد ڈال دیا (یعنی سلمانؑ کا بیٹا، جسے سلیمانؑ اپنا جانشین بنانا چاہتے تھے، وہ بالکل ہی بے عقل اور اُن صفات سے محروم تھا جو سلیمانؑ کے جانشین کے لئے ضروری تھیں۔ وہ بس ایک انسانی جسم تو تھا مگر اچھی صفات سے محروم تھا۔ اگرچہ اس سے سلیمانؑ کو کوفت تو بہت تھی لیکن بجائے اِس کے کہ وہ اس سے دِل برداشتہ ہو جاتا، وہ اللہ کے احکام و قوانین کی طرف ہی) بار بار رجوع کرتا (تا کہ وہ نظامِ مملکت کو اور مستحکم کر دے)۔

قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِي وَهَبْ لِي مُلْكًا لَا يَنْبَغِي لِأَحَدٍ مِنْ بَعْدِي ۖ إِنَّكَ أَنْتَ الْوَهَّابُ ﴿٣٥﴾

35-اُس کی دعا یہ ہوتی تھی! کہ اے میرے رب! تُو مجھے ہر قسم کے خطرات سے محفوظ رکھ (اغفِر لی) اور مجھے ایسی مملکت عطا فرما جو میرے بعد کسی اور کو نہ ملے (تا کہ میں زیادہ سے زیادہ وسیع حدود تک تیرے احکام و قوانین کو نافذ کر سکوں) یقیناً تُو سب کچھ عطا کر دینے والا ہے۔

فَسَخَّرْنَا لَهُ الرِّيحَ تَجْرِي بِأَمْرِهِ رُخَاءً حَيْثُ أَصَابَ ﴿٣٦﴾

36- پھر ہم نے اُس کے لئے ہوا کو مسخر کر دیا۔ وہ اُس کے حکم سے نرم نرم چلتی تھی جہاں کہیں وہ پہنچنا چاہتا تھا (یعنی ہم

نے سلیمانؑ کو سمندر میں چلنے والی ہواؤں کا اور بادبانوں کے ذریعے اُن سے کام لینے کا علم بھی دے رکھا تھا اِسی بناء پر اُس نے بحری بیڑہ ایسا بنالیا تھا کہ وہ جس طرف جانے کا ارادہ کرتا موافق ہوائیں اُسے بخیر وخوبی اُس طرف لے جاتیں)۔

وَالشَّيٰطِيْنَ كُلَّ بَنَّآءٍ وَّغَوَّاصٍ ﴿۳۷﴾

37-اور تمام شیطان (اُس کے تابع کر دیے ہوئے تھے۔ کوئی اُن میں) معماروں کا کام کرتا تھا اور کوئی غوطہ خوروں کا کام کرتا تھا۔

(**نوٹ**: آیت 6/112 کے مطابق جنوں میں سے بھی اور انسانوں میں سے بھی شیطان ہوتے ہیں۔ لہٰذا، اِس آیت 38/38 کے مطابق وہ تمام لوگ جو بُرائیاں کرنے والے اور اللہ کے احکام کی خلاف ورزیاں کرنے والے تھے وہ سلیمانؑ کی تدابیر اور دبدبے کی وجہ سے مطیع ہو چکے تھے کیونکہ اللہ نے اُسے بُرے لوگوں کو دُرست کرنے اور اُن سے کام لینے کا بھی علم دے رکھا تھا)۔

وَّاٰخَرِيْنَ مُقَرَّنِيْنَ فِي الْاَصْفَادِ ﴿۳۸﴾

38-ان کے علاوہ اور بھی کئی تھے (جو اس کے احکام کی) زنجیروں میں جکڑے رہتے تھے (اور وہ اُن سب سے مناسب کام لیتا تھا)۔

هٰذَا عَطَآؤُنَا فَامْنُنْ اَوْ اَمْسِكْ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿۳۹﴾

39-(لہٰذا، اللہ نے سلیمانؑ سے کہہ رکھا تھا کہ جو قوت واقتدار اُسے حاصل ہے) وہ اللہ کی ہی طرف سے ایسا عطیہ ہے جو بغیر حساب کے ہے۔ چنانچہ (جس کے لئے تم مناسب سمجھتے ہو) اُسے عدل سے زیادہ اُس کی ضرورت کے مطابق دے دیا کرو یا (جس کے لئے مناسب نہ سمجھو) نہ دو۔

وَاِنَّ لَهٗ عِنْدَنَا لَزُلْفٰى وَحُسْنَ مَاٰبٍ ﴿۴۰﴾ ع 3/4 12

40-اور حقیقت یہ ہے (کہ وہ جس طرح سے آزمائش میں بھی ہمارے احکام وقوانین کے مطابق عمل کرتا رہا، تو) اُس کے لئے ہمارے پاس (ایسا صلہ ہے جس کی وجہ سے) اُسے ہماری ایسی قربت میسر آئی کہ اُس کے مدارج بڑھتے چلے گئے اور اُسے حسین وخوشگوار مقام میسر آیا۔

وَاذْكُرْ عَبْدَنَآ اَيُّوْبَ ۘ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗٓ اَنِّيْ مَسَّنِيَ الشَّيْطٰنُ بِنُصْبٍ وَّعَذَابٍ ﴿۴۱﴾ وقف لازم

41-اور ہمارے اطاعت گزار ایوب کے بارے میں سبق آموز آگاہی کو بھی اپنے سامنے رکھو۔ (وہ ایک سفر کے دوران بڑی مصیبتوں میں مبتلا ہو گیا۔ اس کے ساتھی اس سے بچھڑ گئے۔ پانی ختم ہو گیا۔ وہ سفر کی تھکان اور پیاس کی شدت سے نڈھال ہو رہا تھا۔ اِس پر اُسے کسی زخم کا بھی سامنا کرنا پڑا)۔ اور پھر اُس نے پکارا! کہ اے میرے رب! مجھے شیطان نے

سخت تکلیف اور عذاب میں مبتلا کر دیا ہے (لہٰذا، میری مدد فرما)۔

اُرْكُضْ بِرِجْلِكَ ۚ هٰذَا مُغْتَسَلٌۢ بَارِدٌ وَّشَرَابٌ ﴿۴۲﴾

42-(چنانچہ ہم نے اس کی رہنمائی کی کہ زمین پر) اپنا پاؤں مارو۔ (ایوبؑ نے ایسا ہی کیا تو اُس جگہ سے جو چشمہ پھوٹ پڑا تو وہ) نہانے اور پینے کے لئے ایسے ٹھنڈے (پانی کا تھا جو اُس ماحول میں راحتِ جان ثابت ہوا)۔

وَوَهَبْنَا لَهٗٓ اَهْلَهٗ وَمِثْلَهُمْ مَّعَهُمْ رَحْمَةً مِّنَّا وَذِكْرٰى لِاُولِي الْاَلْبَابِ ﴿۴۳﴾

43-اور ہم نے اُس کو اس کے ساتھی بھی دے دیے بلکہ اُن کے ساتھ اُن جیسے اور (بھی شامل ہو گئے جو اہلِ ایمان تھے)۔ ہماری طرف سے یہ تھی قدم بہ قدم اُس کی مدد و رہنمائی جو اُسے کمال کی طرف لیے جا رہی تھی (رَحْمَةً)۔ چنانچہ جو لوگ عقل و بصیرت رکھتے ہیں اُن کے لئے اس میں سبق آموز آگاہی ہے (اور یہ کہ حالات اچھے ہوں یا بُرے، ہمیشہ پکارنا اللہ ہی کو چاہیے اور اُسی کے احکام و قوانین سے چمٹے رہنا چاہیے)۔

وَخُذْ بِيَدِكَ ضِغْثًا فَاضْرِبْ بِّهٖ وَلَا تَحْنَثْ ۭ اِنَّا وَجَدْنٰهُ صَابِرًا ۭ نِعْمَ الْعَبْدُ ۭ اِنَّهٗٓ اَوَّابٌ ﴿۴۴﴾

44-اور (جو زخم اُسے درد میں مبتلا کیے ہوئے تھا، اُس کے لئے رہنمائی یوں کی کہ ہم نے اُسے حکم دیا کہ) اپنے ہاتھ میں مٹھی بھر جڑی بوٹی لو اور اُن سے اُس کو (یعنی زخم والی جگہ کو) مارو (یعنی انہیں مسل کر زخم پر ڈال دو)۔ اور نافرمانی نہ کرنا (یعنی جو حکم دیا جا رہا ہے اُسے ویسا ہی کرتے جاؤ)۔ حقیقت یہ ہے کہ ہم نے اُسے (ہر مصیبت و آزمائش میں) ڈٹ جانے والا ہی پایا۔ وہ ہمارا بہترین اطاعت گزار اور یقیناً (ہر معاملے میں ہمارے ہی احکام و قوانین کی طرف) رجوع کرنے والا تھا۔

وَاذْكُرْ عِبٰدَنَآ اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ اُولِي الْاَيْدِيْ وَالْاَبْصَارِ ﴿۴۵﴾

45-اور (اِسی طرح) ہمارے اطاعت گزار ابراہیم اور اسحاق اور یعقوب کے بارے میں سبق آموز آگاہی کو اپنے سامنے رکھو جو قوتِ عمل اور بصیرت رکھنے والے تھے۔

اِنَّآ اَخْلَصْنٰهُمْ بِخَالِصَةٍ ذِكْرَى الدَّارِ ﴿۴۶﴾

46-حقیقت یہ ہے کہ ہم نے انہیں باقی لوگوں سے الگ کر کے ایک خاص صفت سے نوازا ہوا تھا، جو یہ تھی کہ وہ مقامِ (آخرت) کی آگاہی کو اپنے سامنے رکھتے تھے (اس لئے وہ ہر حال میں ہمارے احکام و قوانین سے چمٹے رہتے تھے)۔

وَاِنَّهُمْ عِنْدَنَا لَمِنَ الْمُصْطَفَيْنَ الْاَخْيَارِ ﴿۴۷﴾

47-اور یہ بھی حقیقت ہے کہ وہ ہمارے نزدیک چُنے ہوئے افراد تھے جو آسانیاں، سرفرازیاں اور خوشگواریاں پیدا کرنے

والے کاموں میں پیش پیش رہتے تھے۔

وَاذْكُرْ اِسْمٰعِيْلَ وَالْيَسَعَ وَذَا الْكِفْلِ ؕ وَكُلٌّ مِّنَ الْاَخْيَارِ ؕ﴿۴۸﴾

48-اور (اِسی طرح) اسمٰعیل اور ایسع اور ذی الکفل کے بارے میں بھی سبق آموز آ گاہی کو اپنے سامنے رکھو، کیونکہ یہ سب ان میں سے تھے جو انسانیت کے لئے آسانیاں، سرفرازیاں اور خوشگواریاں پیدا کرنے میں پیش پیش رہتے ہیں۔

هٰذَا ذِكْرٌ ؕ وَاِنَّ لِلْمُتَّقِيْنَ لَحُسْنَ مَاٰبٍ ۙ﴿۴۹﴾

49- بہر حال، یہ وہ آ گاہی ہے (جو سبق حاصل کر کے عمل کرنے والوں کو مسرتوں بھرے انجام تک لے جاتی ہے)۔اور حقیقت یہ ہے کہ وہ لوگ جو تباہیوں سے بچنے کے لئے نازل کردہ احکام وقوانین سے چمٹے رہتے ہیں تو انہیں آخرِ کار ایسے ٹھکانے میسر آتے ہیں جو حسین وخوشگوار ہوتے ہیں۔

جَنّٰتِ عَدْنٍ مُّفَتَّحَةً لَّهُمُ الْاَبْوَابُ ۚ﴿۵۰﴾

50-(اور اُن کے لئے) ہمیشہ رہنے والی جنتیں ہوں گی جن کے دروازے اُن کے لئے کھول دیے جائیں گے۔

مُتَّكِـِٕيْنَ فِيْهَا يَدْعُوْنَ فِيْهَا بِفَاكِهَةٍ كَثِيْرَةٍ وَّشَرَابٍ ﴿۵۱﴾

51-(یہ لوگ اسائشوں کی جنت میں) تکئے لگائے بیٹھے ہوں گے اور اُن کی طلب کے مطابق اُن کے لئے بہترین میوے اور مشروبات میسر رہیں گے۔

وَعِنْدَهُمْ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ اَتْرَابٌ ﴿۵۲﴾

52-اور (یہ جنتی اسائشیں صرف مردوں کے لئے ہی نہیں ہوں گی، بلکہ عورتوں کے لئے بھی ہوں گی، 3/195 اور) ان کے ساتھ ان کی ہم رِکل یعنی اِنھی جیسی خصوصیات والی حسین انسانی پیکر والی مخلوق ہوگی جو حیادار نگاہوں کی مالک ہوگی۔

الثلثۃ

هٰذَا مَا تُوْعَدُوْنَ لِيَوْمِ الْحِسَابِ ﴿۵۳﴾

53-یہ ہے (وہ جنت) جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے کہ حساب کے دن (جب اعمال کی جوابدہی ہوگی تو جو درست اعمال والے ہوں گے انہیں ایسی جنتیں میسر آئیں گی)۔

اِنَّ هٰذَا لَرِزْقُنَا مَا لَهٗ مِنْ نَّفَادٍ ۚۖ﴿۵۴﴾

54-یہ حقیقت ہے کہ یہ ہمارا عطا کردہ سامانِ زندگی ایسا ہوگا جو کبھی بھی ختم نہیں ہوگا۔

هٰذَا ؕ وَاِنَّ لِلطّٰغِيْنَ لَشَرَّ مَاٰبٍ ۙ﴿۵۵﴾

55-(ایک طرف تو یہ ہوگا اور دوسری طرف) بلاشبہ اُن لوگوں کے لئے جو ہمارے احکام وقوانین سے سرکشی کرتے رہے

تو اُن کے لئے بہت بُرا ٹھکانہ ہوگا۔

جَهَنَّمَ ۚ يَصْلَوْنَهَا ۚ فَبِئْسَ الْمِهَادُ ﴿٥٦﴾

56-(یعنی یہ ٹھکانہ) جہنم ہوگا جس میں وہ داخل ہوں گے جو کہ بُری قیام گاہ ہے۔

هٰذَا ۙ فَلْيَذُوقُوهُ حَمِيمٌ وَغَسَّاقٌ ﴿٥٧﴾

57-یہ (نتیجہ ہوگا اُن کے اپنے اعمال کا۔ وہاں بھی سامانِ زندگی تو ہوگا مگر ایسا کہ جو اضطراب بڑھانے والا ہوگا مثلاً) پانی ہوگا، لیکن کھولتا ہوا اور یخ بستہ (اور کہہ دیا جائے گا کہ) اب اِسے ہی چکھو۔

وَآخَرُ مِنْ شَكْلِهِ أَزْوَاجٌ ﴿٥٨﴾

58-اور اِسی شکل میں اور بھی طرح طرح کے (عذاب) ہوں گے۔

هٰذَا فَوْجٌ مُقْتَحِمٌ مَعَكُمْ ۖ لَا مَرْحَبًا بِهِمْ ۚ إِنَّهُمْ صَالُو النَّارِ ﴿٥٩﴾

59-(ان کے رہنماؤں سے کہا جائے گا کہ) یہ تمہارے (پیروکاروں) کی فوج ہے جو تمہارے ساتھ (جہنم میں) داخل ہو رہی ہے (اس لئے کہ یہ اندھا دھند تمہارے پیچھے چلا کرتی تھی۔ وہ جواب میں کہیں گے کہ اِن کے ساتھ ایسا ہی ہونا چاہیے تھا اور) انہیں ذرا سی بھی کشاد اور اسائش نہیں ملنی چاہیے اور انہیں ہمیشہ جہنم میں ہی داخل رہنا چاہیے (کیونکہ انہوں نے ہمارا ساتھ دے کر ہمیں طاقتور کر دیا تھا اِس لئے ہم بھی اس قدر سرکش ہو گئے تھے)۔

قَالُوا بَلْ أَنْتُمْ ۖ لَا مَرْحَبًا بِكُمْ ۖ أَنْتُمْ قَدَّمْتُمُوهُ لَنَا ۖ فَبِئْسَ الْقَرَارُ ﴿٦٠﴾

60-(اور پیروکار) کہیں گے کہ (آج تم ہمیں الزام دیتے ہو اور کہتے ہو کہ ہمارے لئے کوئی کشاد نہیں ہونی چاہیے) حالانکہ تمہارے لئے کوئی فراخی اور اسائش نہیں ہونی چاہیے۔ حقیقت یہ ہے کہ تم ہی یہ انجام ہمارے آگے لائے ہو جو کہ بہت ہی بُرا ٹھکانہ ہے۔

قَالُوا رَبَّنَا مَنْ قَدَّمَ لَنَا هٰذَا فَزِدْهُ عَذَابًا ضِعْفًا فِي النَّارِ ﴿٦١﴾

61-(پھر وہ اللہ سے) التجا کریں گے کہ اے ہمارے رب! جو یہ (مصیبت) ہمارے آگے لایا ہے، اُس کا آگ میں عذاب زیادہ کر کے دو چند کر دے (ایک اُس کا اپنے جرائم کے بدلے میں اور دوسرا اِس لئے کہ اُس نے ہمیں بھی گمراہ کیا تھا)۔

وَقَالُوا مَا لَنَا لَا نَرَىٰ رِجَالًا كُنَّا نَعُدُّهُمْ مِنَ الْأَشْرَارِ ﴿٦٢﴾

62-اور وہ (طنزاً اپنے رہنماؤں سے) کہیں گے کہ یہ کیا بات ہے کہ ہم یہاں (جہنم) میں، ان لوگوں کو نہیں دیکھتے

(یعنی اہلِ ایمان کو) جنہیں ہم (تمہارے کہنے کے مطابق) بُرے لوگوں میں شمار کیا کرتے تھے۔

ع 4 24 13

اَتَّخَذۡنٰهُمۡ سِخۡرِيًّا اَمۡ زَاغَتۡ عَنۡهُمُ الۡاَبۡصَارُ ﴿۶۳﴾

63-اور انہیں (ذلیل وخوار سمجھ کر) ہم اِن کا مذاق اڑایا کرتے تھے۔ (اُن لوگوں کو کیا ہوگیا، وہ کہاں گئے؟ کیا وہ جہنم میں نہیں ہیں؟) یا ہماری نگاہیں اچٹ جاتی ہیں (اور وہ ہمیں دکھائی نہیں دیتے)۔

اِنَّ ذٰلِكَ لَحَقٌّ تَخَاصُمُ اَهۡلِ النَّارِ ﴿۶۴﴾

64-(یادرکھو) آگ (کے عذاب میں جانے) والوں کے اِس قسم کے باہمی جھگڑے ایک ٹھوس حقیقت ہیں۔

قُلۡ اِنَّمَاۤ اَنَا مُنۡذِرٌ ۖ وَّمَا مِنۡ اِلٰهٍ اِلَّا اللّٰهُ الۡوَاحِدُ الۡقَهَّارُ ﴿۶۵﴾

65-(لہٰذا، اے رسولؐ! نازل کردہ صداقتوں سے انکار کرنے والوں اور اِن کی مخالفت کرنے والوں) سے کہہ دو! کہ میں اس کے سوا نہیں کہ تمہیں تمہارے غلط اعمال کے بدلے میں آنے والی تباہی سے آگاہ کررہا ہوں اور (تم سے بار بار کہہ رہا ہوں کہ اِس حقیقت کو اچھی طرح سمجھ لو کہ کائنات میں) اللہ کے سوا کوئی پرستش وغلامی کے لائق نہیں۔ اور وہ اکیلا تمام قوتوں کا مالک ہے۔

رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ وَمَا بَيۡنَهُمَا الۡعَزِيۡزُ الۡغَفَّارُ ﴿۶۶﴾

66-(کائنات کی) بلندیوں اور پستیوں اور جو کچھ ان کے درمیان ہے، وہی ان سب کی پرورش ونشو ونما کرنے والا ہے، کیونکہ وہ لامحدود قوتوں کا مالک ہے (العزیز) اور ہر خطرہ وتباہی سے بچانے کے لئے وہی سامانِ حفاظت عطا کرسکتا ہے (الغفار)۔

قُلۡ هُوَ نَبَؤٌا عَظِيۡمٌ ۙ ﴿۶۷﴾

67-(چنانچہ) اِن سے کہہ دو (کہ جو کچھ تمہیں آگاہی دی جارہی ہے! یہ اللہ کی طرف سے دی جانے والی) ایک عظیم خبر ہے۔

اَنۡتُمۡ عَنۡهُ مُعۡرِضُوۡنَ ﴿۶۸﴾

68- مگر تم اِس پر (سنجیدگی سے غور نہیں کرتے ہو اور اِس سے یونہی) رُوگردانی کررہے ہو۔ (اِس کا انجام بہت بُرا ہوگا)۔

مَا كَانَ لِيَ مِنۡ عِلۡمٍۢ بِالۡمَلَاِ الۡاَعۡلٰۤى اِذۡ يَخۡتَصِمُوۡنَ ﴿۶۹﴾

69-(اور تم کہتے ہو کہ میں اِس قسم کی باتیں اپنی طرف سے بنا تا ہوں۔ تم اِس پر غور کرو کہ ماضی کے جو واقعات میں بیان کرتا ہوں) اُن کا تو مجھے اِس سے پہلے کچھ علم ہی نہیں تھا (وہ باتیں میں از خود کیسے بنا سکتا ہوں۔ مثلاً گزرے ہوئے نبیوں کے واقعات اور اُن کے مخالفین میں سے) بڑے بڑے سرداروں کے باہمی جھگڑے اور بحث وتمحیص۔

اِنۡ یُّوۡحٰۤی اِلَیَّ اِلَّاۤ اَنَّمَاۤ اَنَا نَذِیۡرٌ مُّبِیۡنٌ ﴿۷۰﴾

70-(لہٰذا، جس وحی سے مجھے ماضی کی باتیں معلوم ہوئیں) وہی وحی میری طرف اس لئے کی گئی ہے کہ میں تمہیں پہلے سے ہی صاف طور پر آگاہ کردوں کہ تمہاری غلط روش کا نتیجہ کس قدر تباہ کن ہوگا۔

اِذۡ قَالَ رَبُّکَ لِلۡمَلٰٓئِکَۃِ اِنِّیۡ خَالِقٌۢ بَشَرًا مِّنۡ طِیۡنٍ ﴿۷۱﴾

71-(اِسی وحی نے مجھے اِس قسم کے عظیم حقائق بھی بتائے ہیں کہ انسان کیا کیا کرسکتا ہے اور اِس کی عقل اور جذبات کی کشمکش کیا ہے۔ یہ حقائق مجھ پر قصہٴ آدم کے انداز میں منکشف کیے گئے ہیں، جسے اِس سے پہلے بھی بیان کیا جاچکا ہے اور جسے مختصر الفاظ میں پھر دہرایا جاتا ہے۔ اس کی ابتداء اس طرح سے ہوتی ہے) کہ جب تمہارے رب نے ملائیکہ سے کہا! کہ میں مٹی سے بشر کی تخلیق کرنے والا ہوں۔

فَاِذَا سَوَّیۡتُہٗ وَ نَفَخۡتُ فِیۡہِ مِنۡ رُّوۡحِیۡ فَقَعُوۡا لَہٗ سٰجِدِیۡنَ ﴿۷۲﴾

72- پھر جب ایسا ہو کہ میں اُسے ٹھیک ٹھیک توازن اور تناسب کے ساتھ مکمل کر کے وجود پذیر کردوں اور اُس میں اپنی روح سے پھونک دوں تو تم اس کی فرماں برداری کے لئے سرِ تسلیم خم کر دینا۔

فَسَجَدَ الۡمَلٰٓئِکَۃُ کُلُّہُمۡ اَجۡمَعُوۡنَ ﴿۷۳﴾

73- چنانچہ سب فرشتوں نے اکھٹے یہ تسلیم کرلیا کہ وہ (انسان) کے فرماں بردار ہو کر رہیں گے۔

اِلَّاۤ اِبۡلِیۡسَ ؕ اِسۡتَکۡبَرَ وَ کَانَ مِنَ الۡکٰفِرِیۡنَ ﴿۷۴﴾

74- لیکن ابلیس نے (انسان کے مقابلے میں) اپنی بڑائی کا دعویٰ کردیا۔ اور اس طرح وہ اُن میں شامل ہوگیا جو اللہ کے احکام کی صداقتوں کو تسلیم کرنے سے انکار کردیتے ہیں۔

قَالَ یٰۤـاِبۡلِیۡسُ مَا مَنَعَکَ اَنۡ تَسۡجُدَ لِمَا خَلَقۡتُ بِیَدَیَّ ؕ اَسۡتَکۡبَرۡتَ اَمۡ کُنۡتَ مِنَ الۡعَالِیۡنَ ﴿۷۵﴾

75-(اللہ نے) ابلیس سے پوچھا! کہ تمہیں کس نے (انسان) کا فرماں بردار بن کر رہنے سے منع کیا جس کو کہ میں نے خود اپنے اختیار وقوت سے تخلیق کیا۔ (اور بتاؤ کہ) کیا تم نے بڑائی کا دعویٰ کر رکھا ہے یا تم اپنے آپ کو اُن میں سے (سمجھتے ہو) جو بلند درجات حاصل کرچکے ہوتے ہیں؟

قَالَ اَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ ؕ خَلَقْتَنِيْ مِنْ نَّارٍ وَّخَلَقْتَهٗ مِنْ طِيْنٍ ۝

76-اس نے کہا! میں اپنے آپ کو اِس سے بہتر سمجھتا ہوں۔تُو نے مجھے آگ سے تخلیق کیا ہے اور اُسے مٹی سے تخلیق کیا ہے۔

قَالَ فَاخْرُجْ مِنْهَا فَاِنَّكَ رَجِيْمٌ ۝ۚ

77-(اللہ نے) کہا! تو پھر تُو یہاں سے نکل جا لہٰذا اِس میں کوئی شک وشبہ ہی نہ رکھنا کہ تُو عزت کے مقام سے محروم ہوگیا ہے۔

وَّاِنَّ عَلَيْكَ لَعْنَتِيْٓ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ ۝

78-اور یقیناً تم پر میری ناراضگی کی وجہ سے میری رحمت سے محرومی کی یہ حالت اُس دن تک طاری رہے گی جب میرے بتلائے گئے ضابطوں کے پیمانے کے مطابق اعمال کا حساب ہوگا اور کسی کا کسی پر کوئی اختیار نہیں ہوگا اور حکمرانی صرف اللہ کے قوانین کی ہوگی (یوم الدین' 82/19)۔

قَالَ رَبِّ فَاَنْظِرْنِيْٓ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ۝

79-اُس نے کہا! اے میرے پرورش اورنشوونما کرنے والے تو پھر تُو مجھے اس دن تک مہلت دے دے (جب بنی نوع انسان کو) آخرت کی زندگی کے لئے اٹھایا جائے گا۔

قَالَ فَاِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِيْنَ ۝ۙ

80-اللہ نے کہا! یقین رکھ! تُو اُن میں شامل کرلیا گیا ہے جنہیں مہلت دی جاتی ہے۔

اِلٰى يَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُوْمِ ۝

81-(اور تمہیں یہ مہلت) ایسے دن تک میسر رہے گی جس کا وقت مقرر کیا جاچکا ہے۔

قَالَ فَبِعِزَّتِكَ لَاُغْوِيَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ ۝ۙ

82-(ابلیس نے) کہا! تو پھر تیرے غلبہ وتسلط کی قسم! میں تمام (انسانوں) کو گمراہ کردوں گا۔

اِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِيْنَ ۝

83-سوائے تیرے اُن بندوں کے جو (ان انسانوں) سے الگ ہٹ کر تیرے احکام وقوانین سے چمٹ جائیں گے (باقی سب کو مَیں گمراہ کردوں گا)۔

قَالَ فَالْحَقُّ ۡ وَالْحَقَّ اَقُوْلُ ۝ۚ

84-(اللہ نے) کہا! کہ یہ سچ ہے۔اور جو میں کہتا ہوں وہ بھی نا قابلِ انکار حقیقت ہے۔

لَاَمۡلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنۡكَ وَمِمَّنۡ تَبِعَكَ مِنۡهُمۡ اَجۡمَعِيۡنَ﴿۸۵﴾

85-(اور وہ حقیقت یہ ہے کہ) میں تجھ سے (یعنی جنسِ شیاطین سے) اور اُن تمام سے جو تیری پیروی کریں گے، جہنم کو بھر دوں گا۔

قُلۡ مَاۤ اَسۡـَٔلُكُمۡ عَلَيۡهِ مِنۡ اَجۡرٍ وَّمَاۤ اَنَا مِنَ الۡمُتَكَلِّفِيۡنَ﴿۸۶﴾

86-(لہٰذا، اے رسولؐ ان سے) کہو (کہ یہ ہے تباہی کا وہ راستہ جس کی طرف جانے سے مَیں تمہیں روکتا ہوں اور اس کے بدلے میں) مَیں تم سے کوئی معاوضہ طلب نہیں کر رہا ہوں اور نہ ہی مَیں اُن میں سے ہوں جو دکھاوے کے لئے ایسا کرتے ہیں۔

اِنۡ هُوَ اِلَّا ذِكۡرٌ لِّلۡعٰلَمِيۡنَ﴿۸۷﴾

87-(لیکن اگر تم میری تنبیہہ پر کان نہیں دھرو گے تو اِس سے اللہ کی نازل کردہ آگاہی کا کچھ نہیں بگڑے گا۔ کیونکہ) یہ آگاہی کا ضابطہ تو سارے عالمین (یعنی ساری اقوامِ عالم) کے لئے ہے۔ (جو قوم اِسے اپنا لے گی وہ زندگی کی خوشگواریوں سے ہمکنار ہو جائے گی)۔

وَلَتَعۡلَمُنَّ نَبَاَهٗ بَعۡدَ حِيۡنٍ﴿۸۸﴾ ع 5 / 24 / 14

88-اور اِس کے (یعنی قرآن کے) اس دعوے کو تم ایک وقت کے بعد خود جان لو گے (جب تمہارے اعمال کے نتائج تمہارے سامنے آئیں گے یا مستقبل کے حالات بتا دیں گے کہ اس کے دعوے کس قدر حقیقت پر مبنی تھے)۔